بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نمبر 7

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عقیدت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِیْنَ اَوْفُوْا عَهْدَهٗ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اَشِدَّاءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَهُمْ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا.

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ، وعم نوالہ، واعظم شانہٗ، واتم برھانہٗ کی حمد وثناء اور حضور سرورِ کائنات، مفخرِ موجودات، زینتِ بزمِ کائنات، دستگیرِ جہاں، غمگسارِ زماں سیدِ سروراں، حامیِ بیکساں، قائد المرسلین، خاتم النبیین، احمد مجتبیٰ جنابِ محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ گوہر بار میں ہدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد:

وارثانِ منبر ومحراب، اربابِ فکر و دانش، اصحابِ محبت ومودت، حاملینِ عقیدۂ اہلِ سنت

نہایت ہی معزز ومحتشم حضرات وخواتین!

رب ذوالجلال کے فضل اور توفیق سے ادارہ صراطِ مستقیم کے اس نورفشاں پروگرام میں شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے اور آج ہمارا موضوع ہے:

خلفائے راشدین علیہم الرضوان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عقیدت

میری دعا ہے کہ رب ذوالجلال ہم سب کو قرآن وسنت کا فہم عطا فرمائے اور خالق کائنات جل جلالہ ہم سب کو قرآن وسنت کے ابلاغ وتبلیغ کی توفیق عطا فرمائے۔

خالق کائنات جل جلالہ قرآن مجید برہان رشید میں سورۃ الفتح کی آیت نمبر ۲۹ میں ارشاد فرماتا ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

Muhammad is the Messenger of Allah

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ

And those with him

اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ

Are hard against the infidals

رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ

And tender among themselves

کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو آپ کے ساتھ ہیں وہ کفار پر نہایت سخت ہیں اور آپس میں بڑے نرم دل ہیں۔

آج کے اس موضوع کے لحاظ سے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ذات بابرکات جو کے خود کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے جن لوگوں کو انہوں نے اپنا قائد مانا اور جن کی لیڈر شپ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ فخر کرتے رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زبان سے ہم ان لوگوں کا مرتبہ اور مقام جو ہے اس کو سننا اور سمجھنا چاہتے ہیں تا کہ یہ پتہ چلے کہ وہ مدینۃ العلم کے باب جن کو شیرِ خدا کہا جاتا ہے۔ جب ان کا مرتبہ اور مقام اتنا بے مثال ہے تو جو ان کے امام ہیں ان کا مقام و مرتبہ کتنا زیادہ ہوگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ گلدستہ فضائل ہیں آپ کو خالق کائنات جل جلالہ نے ہمہ جہت مراتب اور عظمتوں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ عطا فرمایا تھا۔ سید عالم، نور مجسم، شفیع معظم ﷺ نے مؤاخاتِ کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا جب کہ آپ روتے ہوئے آگئے اور کہنے لگے:

اٰخَیْتَ بَیْنَ اَصْحَابِكَ وَلَمْ تُوَاخِ بَیْنِیْ وَبَیْنَ اَحَدٍ

''یارسول اللہ ﷺ آپ نے اپنے صحابہ میں مؤاخات قائم کر دی ہے اور مجھے تو کسی کا بھائی نہیں بنایا۔''

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ

جامع ترمذی: ح: ۳۷۲۰

''تو میرا بھائی ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غزوۂ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں شرکت کی اور بھرپور کردار ادا کیا یہاں تک کہ اسلامی تاریخ کا سہرا اور اسلامی حرارت اور حمیت اور حماست کا مظہر غزوۂ بدر جو تھا اس میں 70 کافر مارے گئے تو ان ستر کفار میں سے اکیس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلوار نے کاٹا تھا۔ غزوۂ احد میں وہ بیس اہم صحابہ کرام علیہم الرضوان جن کے پائے استقامت میں مشکل سے مشکل لمحات میں بھی لغزش نہیں آئی اور وہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ڈٹے رہے۔ ان میں سے ایک نام حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ہے۔ اسی غزوۂ احد میں بیس کافر مارے گئے ان بیس میں سے سات کافر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کئے تھے۔

غزوۂ خندق میں عمرو بن عبید ود جو مشرکین کی طرف سے ایسا پہلوان تھا، جس کو ایک ہزار کا مقابل سمجھا جاتا تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس عمرو بن عبدود کے دو ٹکڑے کر دیئے اور پھر فتح خیبر کا سہرا تو آپ کے سر ہی سجتا ہے۔

اس طرح دیگر بہت سے اہم مواقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عظمتوں اور فضیلتوں کے جھنڈے لہرا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول مستدرک للحاکم میں موجود ہے۔

مَاوَرَدَ لِاَحدٍ عَنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مِنَ الْفَضَائِلِ مَاوَرَدَ لِعَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

مستدرک للحاکم: ۱۰۷/۳ سیر اعلام النبلاء: ۶۲۸/۱

یعنی رسول اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے سب سے زیادہ فضائل جن کے احادیث میں ملتے ہیں، وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔"

اور اس کا بھی ایک سبب تھا کہ یمن والوں نے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بعض شکایات کرنا چاہیں تو رسول اکرم ﷺ نے ان کے فضائل کو ظاہر کرنا ضروری سمجھا۔ یہ سبب ہے کہ وہ فضائل اس قدر بیان کئے گئے۔

ایسے ہی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ قرآن مجید کی تین سو آیات حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو بالمعنیٰ یا براہِ راست بیان کرنے والی ہیں۔

یہ آپ کی زندگی کا فضائل کے لحاظ سے ایک تھوڑا سا تعارف تھا۔ آپ نے اپنی تعلیمات میں خلفاء راشدین کی جو عقیدت ظاہر کی ہے اور ان کا جو ادب لوگوں کے سامنے بیان کیا ہے وہ تاریخ کا ایک روشن باب ہے اور کیوں نہ ہوتا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مدینۃ العلم کے باب ہوں اور اس مدینۃ العلم کے اندر جن لوگوں نے روشنی حاصل کی ہو۔ ان حضرات کی عظمت کے آپ معترف نہ ہوں، یہ کیسے ہوسکتا ہے اور جس وقت رسول اللہ ﷺ یہ فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ اخْتَارَنِیْ وَاخْتَارَ لِیْ اَصْحَابِیْ

مستدرک للحاکم: ۶۳۳/۳

"بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے مجھے چنا اور میرے لئے میرے صحابہ کرام کو چنا۔"

تو اب تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی چوائس (choice) ہے اور ان میں سے عشرہ مبشرہ اور ان میں سے پھر خلفاء راشدین۔

اگر یہ ہمارے نبی ﷺ کا چناؤ ہوتا پھر بھی کوئی معمولی بات نہیں تھی پھر بھی ان سے عقیدت اوران کی محبت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے ضروری تھی لیکن یہ تو انتخاب ہی خالق کائنات کا ہے۔

خلفائے راشدین کی عقیدت کی وجوہات

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ان خلفاء کی محبت میں مستغرق ہونا اور ان کی عقیدت کا علمبردار ہونا اس کی کئی وجوھات ہیں۔

پہلی وجہ

ان سب کو اللہ نے اپنی محبت کا محور بنایا ہے۔ رب ذوالجلال نے ان کو چنا ہے لہٰذا جب اللہ تعالیٰ کی پسند ہیں تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بھی پسند ہیں۔

دوسری وجہ

جس وقت رسول اکرم ﷺ کی یہ پسند ہیں اور آپ ﷺ کے نزدیک ان کا مقام ومرتبہ نہایت ہی عظیم ہے تو واضح طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی یہ طبعاً وشرعاً ضرور ہونا چاہئے تھا۔

تیسری وجہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ جس راستے پر چل کے کاروان خلافت کو آگے بڑھانا

چاہتے تھے اس راستے کو ان تین حضرات نے پہلے گزر کے سارے مصائب کو پیچھے ہٹایا تھا۔ اسلامی نظامِ حکومت کو آرگنائز کیا تھا اور روشن مینار قائم کئے تھے۔ اس لحاظ سے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ ان حضرات کو جو پہلے تین پیش رو ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ان کے ممنون بھی تھے اور ان کے محب بھی تھے کہ انہوں نے اس راستے میں ان کے لئے مثالیں قائم کی ہیں اور ان کے لئے کاروان خلافت کو آگے بڑھانا آسان بنایا ہے۔

سب سے پہلے فرمان رسالت اور زبان علی رضی اللہ عنہ کے انداز سے اس محبت کو سمجھنا چاہئے، یہ حدیث جامع ترمذی میں موجود ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے سنا کہ رسول اکرم ﷺ مجمع عام میں ارشاد فرمار ہے تھے کہ:

رَحِمَ اللّٰهُ اَبَابَكْرٍ

''اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے۔

ان کی شان کیا ہے۔

زَوَّجَنِيْ اِبْنَتَهٗ

انہوں نے اپنی صاحبزادی کے ساتھ میری شادی کی۔

وَحَمَلَنِيْ اِلٰى دَارِ الْهِجْرَةِ

اور مجھے کندھوں پہ اٹھا کے مدینہ شریف کی طرف لے گئے۔

دار الہجرت کی طرف مجھے اٹھا کے لے گئے۔

وَ اَعْتَقَ بِلَالاً

اور انہوں نے میرے عاشق حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو پیسوں سے آزاد کیا۔

رسول اکرم ﷺ تقریر میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ان خدمات کو ایک ہی فرمان کے اندر بیان کررہے ہیں، پھر فرمایا:

رَحِمَ اللّٰهُ عُمَرَ

اللہ میرے عمر رضی اللہ عنہ پر بھی رحم کرے۔

يَقُوْلُ الْحَقَّ وَلَوْ كَانَ مُرَّةً

جس کی شان یہ ہے کہ:

حق جتنا بھی کڑواہو ضرور بیان کرتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حق کہتے ہیں، اگرچہ وہ کڑواہی کیوں نہ ہو۔

پھر فرمایا:

رَحِمَ اللّٰهُ عُثْمَانَ

اللہ تعالیٰ میرے عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر بھی رحم کرے۔

تَسْتَحْيِهِ الْمَلَائِكَةُ

ان سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

پھر فرمایا:

رَحِمَ اللّٰهُ عَلِيًّا

اللہ تعالیٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ پہ بھی رحم کرے۔

اَللّٰھُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَہٗ حَیْثُ دَارَ

جامع ترمذی: ح: ۳۷۱۴

اے اللہ جدھر علی ہوں حق کو ادھر دائر کر دے۔ حق کو ادھر پھیر دے، حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو''

سید عالم ﷺ کا یہ فرمان حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرر ہے ہیں اور مطابقت دیکھو کہ میرے محبوب ﷺ کی زبان سے کئی سال پہلے جو چاروں کی ترتیب تھی وہی ترتیب خلافت کی مسند پہ بھی نظر آتی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے پہلے فرمایا

رَحِمَ اللّٰہُ اَبَابَکْرٍ

تو مسندِ خلافت پر پہلے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ متمکن ہوئے۔ پھر فرمایا

رَحِمَ اللّٰہُ عُمَرَ

اللہ تعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے تو دوسرے نمبر پر ان کا نام آتا ہے۔ پھر فرمایا

رَحِمَ اللّٰہُ عُثْمَانَ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پہ اللہ تعالیٰ رحم کرے تو تاریخ میں ثابت ہے کہ ان کا یومِ وصال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد ہے۔ اور خلافت کی ڈیوٹی دے کر وہ دنیا سے گئے ہیں۔ پھر فرمایا:

رَحِمَ اللّٰہُ عَلِیًّا

اللہ تعالیٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر رحم کرے تو یہ ترتیب خلافت کی ترتیب بھی تھی، یہی خلافت فضائل کا میرٹ (merit) بھی ہے۔ خلافت فضیلت کے اوپر استوار ہوئی ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ گویا کہ خود بیان کر رہے ہیں کہ پہلا نمبر اس امت میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے، دوسرا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہے اور تیسرا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ہے اور چوتھا نمبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہے۔

یہاں پر حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کے فرمان کو روایت کر رہے تھے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خود اپنے فرمودات بہت زیادہ ہیں۔ میں اختصار سے اور بڑے sectord ذخیرہ سے چند آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولیت

حضرت محمد بن عقیل حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کے فرمان کو نقل کرتے ہیں۔ اس کو بزاز نے اپنی مسند میں ذکر کیا ہے۔ حضرت محمد بن عقیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو خطبہ دیا، فرمانے لگے:

يَاأَيُّهَاالنَّاسُ مَنْ أَشْجَعُ النَّاسِ

''اے لوگوں یہ تو بتاؤ سب سے زیادہ شجاع کون ہے۔''

لوگو یہ بتاؤ کہ بریوسٹ (bravest) انسان، سب سے شجاع لوگوں میں سے کون ہے۔ اب جس وقت یہ سوال کیا ہے تو یہ ایک حرف اور محاورہ ہے کہ سوال کرتے وقت سوال کرنے والوں کو بھی پتہ ہوتا ہے کہ اس کا دائرہ کیا ہے اور جواب

دینے والوں کو بھی پتہ ہوتا ہے کہ اس کا دائرہ کیا ہے یعنی آپ نے جو پوچھا:

اَشْجَعُ النَّاسِ

کہ لوگوں میں سے شجاع ترین انسان کون ہے۔

تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی پتہ ہے کہ میں انبیاء کے علاوہ کی بات کر رہا ہوں اور جواب دینے والوں کو بھی یہ پتہ ہے کہ یہ سوال انبیاء کرام علیہم السلام کے لحاظ سے نہیں ہے۔

اگر چہ لفظوں میں ذکر نہیں ہے لیکن صاحب بصیرت اور صاحب عقل پر یہ واضح ہوتا ہے کہ ایسے جو القاب ہوتے ہیں ان کا دائرہ خاص ہوتا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ پوچھ رہے ہیں کہ مجھے بتاؤ انبیاء علیہم السلام کے بعد پوری انسانیت میں سے پہلے نمبر پر جو انسان متقی اور پرہیز گار ہونے کے ساتھ ساتھ سب سے زیادہ شجاع ہو، وہ کون ہے؟

عمومی طور پر اس سوال کا جواب جو حضرات سامنے بیٹھے تھے، انہوں نے دے دیا، وہ کہنے لگے:

اَنْتَ یَااَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ

اے امیر المؤمنین آپ سب سے زیادہ شجاع انسان ہیں۔

ان الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ تقریر دور خلافت کی ہے مجمع عام میں سے لوگوں نے کہا اے امیر المؤمنین آپ سب سے زیادہ شجاع ہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب مسترد کر دیا، فرمایا:

اَمَا اِنِّی مَابَارَزَنِیْ اَحَدٌ اِلَّا انْتَصَفْتُ مِنْہُ

بے شک مجھے کسی نے نہیں للکارا، مگر میں نے اس سے انتقام لیا ہے۔

فرمایا لوگو! یاد رکھو میں شجاع ضرور ہوں اور کوئی بھی ایسا بندہ نہیں ہے کہ جو مجھے للکارے اور پھر بچ کر چلا جائے۔ مجھ سے جو مبارزہ کرتا ہے میں اس سے انتقام لیتا ہوں۔ میں اس کو نہیں چھوڑتا، میں شجاع ہوں لیکن میرا سوال شجاع کا نہیں بلکہ اشجع کا ہے۔ سب سے شجاع انبیاء کے بعد وہ کون ہے، اس کے متعلق میں پوچھنا چاہتا ہوں۔

اب جس وقت لوگ خاموش ہیں آپ نے ان کے جواب کو غلط قرار دے دیا تو لوگوں نے کہا کہ پھر آپ خود بتائیں کہ وہ کون ہے۔ فرمانے لگے۔

لٰکِنْ هُوَ اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

البدایہ والنھایہ: ۴-۳/۲۸۸

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم ہیں۔ وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جن کو امت کا سب سے بڑا صوفی بھی کہا جاتا ہے۔ سب سے بڑا صاحب شریعت و طریقت بھی کہا جاتا ہے جن کا علم سب سے زیادہ، جن کا صدق سب سے زیادہ اور جن کی وفا سب سے زیادہ ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے باقاعدہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اپنے قصیدے میں جب یہ باتیں پڑھیں تھیں تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

اَحْسَنْتَ یَا حَسَّانُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

حضرت حسان رضی اللہ عنہ تم نے میرے یار کی شان صحیح بیان کی ہے۔

اب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا سب سے زیادہ شجاع کون ہے تو لوگوں نے کہا ٹھیک ہے تقویٰ میں ان کا پہلا نمبر ہے شریعت میں، علم میں پہلا نمبر ہے، بہادری تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہے تو کہا آپ سب سے بہادر ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں نہیں شجاعت میں پہلا نمبر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے۔

لوگوں نے اس پر دلیل مانگی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دو دلیلیں دے کر اپنے دعویٰ کو ثابت کر دیا۔ فرمانے لگے:

اِنَّا جَعَلْنَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَرِيْشًا

ہم نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک خیمہ بنایا۔

جب غزوۂ بدر تھا تو ہم نے میدان بدر میں رسول اکرم ﷺ کے لئے عریش بنایا، ایک خیمہ اور ایک چھپر نما جگہ بنائی تھی، جہاں رسول اکرم ﷺ نے جنگ کے دوران تشریف فرما ہونا تھا اور ظاہر ہے کہ وہ مقام سب سے زیادہ حساس تھا جہاں مسلمانوں کی قیامت تک کی قیادت موجود ہے، اور سب سے سخت حملے بھی اسی جگہ پہ ہونے تھے، اب جب عریش تیار ہو گیا۔

قُلْنَا مَنْ يَّكُوْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِئَلَّا يَهْوِيَ اِلَيْهِ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ

ہم نے کہا پھر پہرہ آج کون دے گا۔ شرط یہ ہے کہ اکیلا ہو گا۔

چونکہ سارے تین سو تیرہ ہیں۔ اگر وہ خیمہ کے پاس ہی رہیں تو پھر آگے جہاد کون کرے گا۔ ایک ہو، تنہا ہو، اکیلا کھڑا ہو مگر اکیلا ہو کے بھی چاروں طرف سے حفاظت کرے۔

کون ہے جو آج رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے گا۔

لِئَلَّا یَهْوِیَ اِلَیْهِ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ

تا کہ مشرکین میں سے کوئی بھی اس خیمہ کی طرف نہ آ سکے۔

وہ اکیلا آدمی پہرہ دے، جو آئے اس کا سر اتارے اور اکیلے نگرانی کرے، مشرکین کو اس کے قریب بھی نہ آنے دے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ قسم اٹھا کے کہتے ہیں:

وَاللّٰهِ مَادَنَا مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا اَبُوْبَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ شَاهِرًا بِالسَّیْفِ عَلٰی رَاْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

البدایہ والنہایہ: ۴-۲۸۸/۳

خدا کی قسم ہے ہم میں سے کوئی بھی ابھی آگے نہیں نکلا تھا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فضاء میں تلوار لہراتے ہوئے چھلانگ لگا کے آگے آ گئے۔

جس طرح انہوں نے غار میں پہرہ دیا تھا، آج بدر میں پہرہ دینے کے لئے وہ آگے نکلے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ قسم اٹھا کے کہتے ہیں:

مَادَنَا مِنَّا اَحَدٌ

ہم میں سے کوئی بھی ابھی آگے نہیں گیا تھا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہلے آگے بڑھ گئے۔ کہنے لگے میری تقریر سننے والو! میرے عقیدت مندو یہ یاد رکھو اگر

کوئی دوبارہ تم سے پوچھے کہ اس کائنات میں انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے شجاع انسان کون ہے تو میرا جواب بتانا کہ سب سے شجاع انسان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

اس پر دلیل یہ ہے کہ جنگ بعد میں ہم سارے بڑے بڑے نڈر، شیر دل اور صف شکن صحابہ کرام علیہم الرضوان موجود تھے، ہم میں سے ابھی کوئی بھی آگے نہیں نکلا تھا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بدر میں بھی میدان مارلیا اور پہلا نمبر حاصل کرلیا۔

اس وضاحت کو آپ ضرور ذہن میں رکھیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں کوئی بھی ایسا نہیں تھا جس کا وہاں پہرہ دینے کو دل نہ کرتا ہو ان میں سے کوئی بھی بے وفا نہیں تھا اور ان میں سے کوئی بزدل نہیں تھا۔ سب چاہتے تھے کہ ہم یہاں پر کھڑے ہوں لیکن ابھی سارے اپنی جرأت سے فتوی لے رہے تھے، اپنے نہاں خانہ دل سے پوچھ رہے تھے کہ ڈیوٹی بڑی سخت ہے اور ضروری بھی ہے اگر میری جرأت تو پورا نبھا کر سکے گی تو پھر میں آگے ہوتا ہوں ورنہ قیامت تک کے عاشقوں کو جواب بھی دینا ہے اگر یہاں پر کوئی ایسا واقعہ آگیا تو یہ جواب بڑا مشکل ہوگا۔ ہر صحابی رضی اللہ عنہ اپنی شجاعت سے پوچھ رہا تھا اور اپنی شجاعت کو ٹٹول رہا تھا کہ بتاؤ میری شجاعت میں آگے بڑھوں یا نہ بڑھوں۔ سب کی شجاعت اب چپ اور خاموش تھی، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شجاعت نعرے لگا رہی تھی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے ہیں اور صرف بڑھے ہی نہیں بلکہ انہوں نے چاروں طرف پوری جنگ کے دوران اپنے بدن پہ تیر کھا کے اپنے محبوب کو بچا کے یہ ثابت

بھی کیا ہے کہ میں نے جو ڈیوٹی لی تھی، وہ پوری بھی کر کے دکھا دی ہے۔

دوسری دلیل

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ ایک اور دلیل دے دی۔

آپ نے فرمایا اس سے پہلے بھی ایک گواہ میرے پاس موجود ہے۔ جب ہم مکہ شریف میں ہوتے تھے تو مکہ شریف میں بڑے ہی عجیب حالات تھے چونکہ اس وقت ابتداء میں مشرکین کا رعب اور دبدبہ اور بڑی دہشت گردی اس طرح کی چیزیں تھیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو باندھ باندھ کے مارا جاتا تھا ایسے دور میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

ایک دن مجھے بھولتا نہیں، اتنا تلخ دن ہے۔

وَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

میں نے رسول اکرم ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ گزر رہے تھے۔

اَخَذَتْهُ قُرَيْشٌ

قریش کے بہت سے لوگ بیٹھے تھے۔ رسول اکرم ﷺ گزر رہے تو انہوں نے پکڑ لیا۔

فَهٰذَا يُحَادُّهٗ وَهٰذَا يُتَلْتِلُهٗ

وہ اتنے زیادہ تھے کوئی آدمی کوئی چیز مار رہا تھا کوئی کچھ مار رہا تھا۔

وہ عرش سے مقدس بدن جو ہے، اس پہ حملے ہو رہے تھے حضرت علی رضی اللہ

عنہ کہتے ہیں ۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا وہ کتنا بھیانک وقت تھا کہ جب قریش مکہ میرے محبوب ﷺ پہ ٹوٹ پڑے اور کوئی کوئی چیز مار رہا تھا اور کوئی کسی طرح محبوب علیہ السلام کو اذیت دے رہا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ، ساتھ وہ بولتے بھی تھے، وہ کہتے تھے :

اَنْتَ جَعَلْتَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهاً وَّاحِدًا

تو ہے وہ جس نے کئی خداؤں کو ایک خدا بنا دیا ہے۔

خدا تو کئی تھے اور تم یہ کہتے ہو کہ خدا ایک ہے یعنی وہ آپ پر تشدد بھی کر رہے ہیں اور ساتھ یہ بکواس بھی کرتے ہیں کیا تم ہو جس نے کئی خداؤں کو ایک خدا بنا دیا۔ خدا تو کئی ہیں لیکن تم کہتے ہو کہ خدا ایک ہے۔

جب یہ منظر تھا کہ میرے حبیب پر تشدد ہو رہا ہے اور ساتھ کفار مکہ یہ بھونک رہے ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

فَوَاللّٰهِ مَادَنَا مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا اَبُوبَکر رَضِیَ اللهُ عَنْهُ

البدایہ والنہایہ: ۴۔ ۲۸۸/۳

خدا کی قسم ہے اس دن مکہ شریف کی اس گلی میں جب وہ کفار ہمارے محبوب علیہ السلام پر تشدد کر رہے تھے ہم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو آگے نکلے ۔ خدا کی قسم اس دن جو آگے بڑھے ہیں تو وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔

وَاللّٰهِ مَادَنَا مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا اَبُوبَکر

خدا کی قسم ! ہم میں سے کوئی بھی آگے نہ بڑھا سوائے ابوبکر صدیق رضی اللہ

عنہ کے۔''

جب یہ میدان میں اترے تو ان کا کیا انداز تھا۔

يَضْرِبُ وَ يُجَاهِدُ هٰذَا وَيُتَلْتِلُ هٰذَا

کسی کو مکا مارتے ہیں اور کسی کو کک مارتے ہیں کسی کو گھٹنا مارتے ہیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے چند منٹوں میں سب کو پیچھے ہٹا کے پھر محبوب علیہ السلام کی اس میدان میں نعت پڑھی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سب کو پیچھے ہٹا کے ان کو گھور کے کہا:

وَيْلَكُمْ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ

تم تباہ ہو جاؤ۔ اس ذات پر تم حملہ کرتے ہو، جو یہ کہتے ہیں کہ خدا ایک ہے۔ میرا رب اللہ ہے۔

تم نے اس کو جرم سمجھا اور تم نے اس دعوت پر، اس آواز پر اس طرح تشدد شروع کر دیا تم تباہ و برباد ہو جاؤ۔

اب یہ ہے سب سے بڑی نعت محبوب علیہ السلام کی، جب اتنے سخت حالات تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے برداشت نہیں ہو سکا کہ انجام کیا ہوگا، مجھے کتنی مار پڑ سکتی ہے گی، میدان میں اتر کے محبوب علیہ السلام پر پہرہ دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ گواہی دے رہے ہیں اور صرف صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ہاں نہیں بلکہ قیامت تک جس کسی نے شجاعت کے نعرے لگانے ہوں وہ مجھ سے پہلے میرے لیڈر کے نعرے لگائے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس

امت کے صرف پہلے صوفی ہی نہیں، بلکہ اس امت کے پہلے مجاہد بھی ہیں۔

جس وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ کردار سامنے آیا اور ساتھ جو مشرکین کہتے تھے کہ تم نے سارے خداؤں کو ایک الہ قرار دے دیا ہے تو انہوں نے اس کا جواب دیا کہ یہ وہ ذات ہے جو سچ کہہ رہی ہے کہ خدا ایک ہے جو تم بنائے پھرتے ہو، وہ سب کے سب جھوٹے ہیں۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے آنسوؤں پر کنٹرول نہ کر سکے۔ تقریر کے دوران آنکھوں میں آنسو آ گئے، چادر اپنے منہ پر کر لی اور کافی دیر چادر کے اندر اپنے چہرے کو ڈھانپے رکھا۔

فَبَکٰی حَتّٰی اُخْضِلَتْ لِحْیَتُہٗ

البدایہ والنہایہ: ۴-۳/۲۸۸

آپ اتنا روئے کہ ساری داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کافی دیر کے بعد جب دوبارہ تقریر شروع کی تو پھر فرمایا اب ایک اور بات میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں:

اَنْشُدُکُمُ اللّٰہ

میں تمہیں رب کی قسم دے کر کہتا ہوں، اے میرا خطبہ سننے والو! مجھے ایک سوال کا جواب دو، اور سوال کا جواب صحیح دینا۔

اَمُؤْمِنُ آلَ فِرْعَوْنَ خَیْرٌ اَمْ ھُوَ؟

کیا آلِ فرعون کا وہ مومن بہتر ہے یا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ؟

قرآن مجید کے چوبیسویں پارے میں آلِ فرعون کے ایک مومن کا ذکر ہے

اور اس سورۃ کا نام ہی مؤمن ہے۔ وہ ایک مومن جو فرعون کا کزن تھا اس کا نام حزیکل تھا اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھ لیا ان کا قرآن مجید میں بڑا مرتبہ بیان کیا گیا پورا رکوع ہی ان کے نام ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: موسیٰ علیہ السلام کا پوری امت کا خلاصہ، وہ ایک بندہ جس نے ایمان قبول کرلیا تھا۔ فرعون کا قریبی تھا اور اس نے کلمہ پڑھ لیا تھا اور اس کی عظمتیں قرآن مجید میں بڑی بیان کی گئیں ہیں۔ مجھے یہ بتاؤ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس امتی کا زیادہ مقام ہے یا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا زیادہ مقام ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کا وہ ولی جس کا قرآن مجید کے چوبیسویں پارے میں ذکر ہے:

قَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ

رجل مومن نے کہا جو آل فرعون سے تھا در آں حال کہ وہ اپنے ایمان کو چھپا رہا تھا۔

وہ کلمہ پڑھ چکا تھا مگر ایمان اس نے چھپایا ہوا تھا اس نے کیا کہا، قرآن مجید میں ہے:

أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ

فرعونیو! اس بندے کے ساتھ لڑائی کرتے ہو جو کہتا ہے کہ اللہ ایک ہے۔

فرعونیو! تم کچھ ہوش کرو، تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیوں لڑتے ہو، یہ اپنا ایمان چھپائے ہوئے ہیں انہوں نے ظاہر نہیں کیا کہ میں نے ان کا کلمہ پڑھا ہوا ہے اور ان کو درمیان میں مشورہ ایسا دے رہے ہیں کہ ایسے بندے سے لڑائی نہ کرو اس نے درمیان سے بات کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حمایت تو

کردی مگر اتنی کھل کے نہیں کی۔حمایت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ

وہ تمہارے پاس اللہ کی دلیلیں لے کر آئے ہیں۔

اِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ

اگر وہ جھوٹے ہیں تو اس کا اثر ان پر ہے۔

دو ہی صورتیں ہیں یا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام جھوٹے ہیں یا سچے ہیں۔ رجل آل فرعون کہنے لگا اگر وہ جھوٹے ہیں تو انہیں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا کہ جو وہ کہتے ہیں کہ تم مجھے مان جاؤ ورنہ عذاب ہوگا اگر اس بات میں جھوٹے ہیں تو اس میں تمہیں لڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ان کے قول کے مطابق ان کو اس جھوٹے قول کا جواب دینا پڑے گا اور خود ان پر عذاب اتر جائے گا۔

وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ (سورۃ المومن:۲۸)

اور اگر وہ سچے ہیں تو تمہیں پہنچ جائے گا کچھ وہ جس کا تمہیں وعدہ دیتے ہیں

اور اگر وہ سچے ہیں کہ عذاب آجائے گا تو پھر ان کے کہنے پر نہیں عذاب تو ویسے ہی آنا ہے۔بعض عذاب تم کو آجائے گا۔آخرت کے عذاب کے مقابلے میں بعض ہوگا تو یہ درمیانی سی گفتگو رجل آل فرعون نے کردی جو مومن ہیں لیکن ایمان چھپایا ہوا ہے اور فرعونیوں سے کہہ رہے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لڑنے کا کوئی تک نہیں بنتا۔اگر وہ جھوٹ کہتے ہیں تو وہ ان کے گلے میں ہے اگر سچ کہتے ہیں تو پھر ویسے ہی سچ ہے۔ان کے ساتھ تمہیں جھگڑنے کی ضرورت کیا ہے۔

خود یہ نہیں بتاتے کہ میں ان کا غلام ہوں۔انہوں نے مشورہ بڑا اچھا دیا ہے اور انہوں نے بڑی مفکرانہ تقریر کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے انس رکھنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے الجھنا تمہیں کوئی زیب نہیں دیتا۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ سوال کیا کہ وہ رجل آلِ فرعون افضل ہے یا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ؟ تو لوگ سوچ رہے تھے کہ اب کیا جواب دیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پھر تقریر شروع کر دی اور ایسا خوبصورت جواب دیا کہ قیامت تک کے مفکرین سر جوڑ کر بیٹھتے تو شاید ان کو بھی اتنا پیارا اور خوبصورت جملہ نہ ملتا، جتنا ایک سیکنڈ میں مدینۃ العلم کے باب نے پیش کر دیا۔

اب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کمپیریزن (comparizon) دیکھو۔ایک طرف اکلوتا امتی آلِ فرعون ہے جس کے قصیدے قرآن میں ہیں اور دوسری طرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں لوگو! تمہیں جواب نہیں آتا تو میری بات سن لو۔

قَالَ عَلِیٌّ فَوَاللّٰہِ لَسَاعَۃٌ مِن اَبِی بَکْرٍ خَیْرٌ مِنْ مِلْءَ الْاَرْضِ مِن مُؤْمِنِ آلِ فِرْعَوْنَ

فرمایا خدا کی قسم! میرے قائد حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ساری زندگی تو ایک طرف رہی ان کی زندگی کا ایک منٹ ایک طرف رکھو اور آلِ فرعون کے اس ولی کی پوری بھری ہوئی زمین نیکیوں کی دوسری طرف رکھو تو میرے صدیق کا ایک منٹ بھاری ہو جائیگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کتنی محبت ہے اور کتنی عقیدت ہے۔ کتنی فضیلت ان کے ذہن میں موجود ہے ایسی عظیم شخصیت کو کراس کرنا اور ناپنا، کسی کو آگے بڑھانا، یہ کسی مومن کو زیب نہیں دیتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جو واقف اسرار شریعت بھی ہیں اور واقفِ رموزِ طریقت بھی ہیں، جو قرآن وسنت کی تعلیمات کے ماہر بھی ہیں، وہ بتا رہے ہیں، وہ آل فرعون کا اکلوتا امتی جس کے قصیدے قرآن میں ہیں۔

لَسَاعَةٌ مِنْ اَبِی بَکْرٍ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ساری زندگی نہیں، وہ غار والی رات نہیں فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صرف ایک ساعت ایک طرف رکھو اور دوسری طرف:

مَلَ ءِ الاَرْضِ مِن مُؤمِنِ آلِ فِرْعَوْنَ

دوسری طرف آل فرعون میں سے ایک ولی اور مومن حضرت موسیٰ علیہ السلام کا امتی اس کی ساری زندگی کی نیکیاں رکھو اور وہ اتنی فرض کرلو کہ اس کی نیکیوں سے ساری زمین بھری ہوئی ہے، یا اسکے اوقات سے زمین بھری ورئی ہے ان کو ایک طرف رکھ کے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایک منٹ دوسری طرف رکھو، ان کا ایک منٹ اس بھری ہوئی زمین سے بھاری ہو جائے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب یہ گفتگو کی تو ساتھ اس پر پھر دلیل بھی پیش کی۔

فرمایا: ایسا کیوں ہے اتنا اس بندے کا بھی کردار تھا فرعون کا کزن ہونے کے باوجود کلمہ پڑھ چکا تھا اس کے مقابلے میں اتنی زیادہ شان کیوں ہے؟ حضرت

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان اس سے زیادہ کس وجہ سے ہے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔ اگر چہ وجوہات بہت زیادہ ہیں لیکن ایک وجہ جوانہوں نے بیان کی ہے وہ بیان کرتا ہوں، فرمانے لگے:

ذَاکَ رَجُلٌ یَکْتُمُ اِیْمَانَہٗ

آل فرعون کے اس ولی نے کام بڑا کیا تھا کہ فرعونی ہو کے کی آل فرعون کا ایک فرد ہونے کے باوجود اس نے کلمہ پڑھا اور اس وقت کے فرعونیوں کو بغاوت اور سرکشی سے روکنے کے لئے جہاد بھی کیا۔ لیکن:

ذَاکَ رَجُلٌ یَکْتُمُ اِیْمَانَہٗ

اس نے اپنے ایمان کو چھپایا تھا اپنے ایمان کو ظاہر نہیں کیا تھا۔

وہ جب ان سے کہہ رہا تھے کہ تم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیوں لڑتے ہو اور ساتھ یہ نہیں کہتے تھے کہ میں ان کا غلام ہوں لڑو گے تو میں تمہارے منہ پر ماروں گا۔ انہوں نے اپنے آپ کو چھپایا ہوا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، لوگو! میں سلام کرتا ہوں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان کو کہ وہ آل فرعون کا آدمی اپنا ایمان چھپا کے باتیں کر رہا تھا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے ایمان کے نعرے لگا کے باتیں کر رہے تھے۔

وھٰذَا رَجُلٌ اَعْلَنَ اِیْمَانَہٗ

البدایۃ والنہایۃ: ۴-۲۸۸/۳

یہ وہ آدمی ہے جس نے اپنے ایمان کا اعلان کیا ہے۔

پھر بات ہی نہیں کی عملاً جہاد بھی کیا ہے۔

انہوں نے ان سے کہا کہ ابوجہل، عتبہ، شیبہ ان کی طرف نگاہ اٹھانے سے پہلے مجھے دیکھو میں ان کا دیوانہ ہوں، میں ان کا محب ہوں، میں ان کا عاشق ہوں اور میں ان پر جان نچھاور کرنے والا ہوں۔ میں نے کلمہ ان کا پڑھا ہے، میں نے ان کو نبی مانا ہے اور:

شراب عشق احمد میں کچھ ایسی کیف و مستی ہے
کہ جان دے کر بھی اک دو بوند مل جائے تو سستی ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ وجہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایک منٹ اس بندے کی نیکیوں سے بھری ہوئی روئے زمین سے بھاری ہے۔ اس واسطے کہ انہوں نے اس دور میں حق کا جھنڈا اٹھایا جب بات کرنا بھی بڑی مشکل تھی اور بڑے بڑے دل گردہ والے لوگ اس وقت خاموش تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس وقت کو میں دیکھتا ہوں اور پھر بدر کو دیکھتا ہوں تو میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ساری کائنات کا ریکارڈ جب مرتب کیا جائے، اگر شجاعت میں بھی کسی کا پہلا نمبر اس ریکارڈ میں دیکھنا ہو تو انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد پہلا نمبر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہوگا۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سواری کی لگام پکڑی

حضرت علی رضی اللہ عنہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اتنا والہانہ عشق رکھتے ہیں اور اتنا پیار کرتے ہیں کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے

میں قصہ جگہ کی طرف لڑائی کے لئے فوج نکلی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر بیٹھے۔

وَاسْتَوٰی عَلٰی رَاحِلَتِہٖ اَخَذَ عَلِیُّ ابْنُ طَالِبٍ بِزَمَامِھَا

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سواری پر بیٹھ کے جہاد کو جانے لگے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سامنے سے آ کے جانور کو روک لیا اور لگام پکڑ لی اور کہنے لگے:

اِلٰی اَیْنَ یَا خَلِیْفَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ

اللہ کے نبی ﷺ کے خلیفہ کہاں جانا چاہتے ہو۔

بتاؤ تو سہی یعنی جہاد کرنے کے لئے ہم تھوڑے ہیں ہم تمہارے لشکر کے سپاہی ہیں، تم خود جا رہے ہو۔

اِلٰی اَیْنَ

کہاں جانا چاہتے ہو۔

کہنے لگے:

اَقُوْلُ لَکَ مَاقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

آج میں تجھے وہی کہتا ہوں جو احد والے دن سرکار ﷺ نے فرمایا تھا۔

جب تم تیار ہو کے نکلے تھے تو محبوب ﷺ نے کہا تھا

لم سَیْفَکَ وَلَا تَفْجَعْنَا بِنَفْسِکَ وَارْجِعْ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ

اپنی تلوار نیام میں ڈالو ہمیں اپنی وجہ سے نقصان نہ دو اور مدینہ کی طرف لوٹ کے چلے جاؤ۔

حضرت علی کہنے لگے میں بھی آج کہتا ہوں

لَا تُفْجِعْنَا بِنَفْسِكَ

اپنی جان کی وجہ سے ہمیں دکھ نہ دینا۔

اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو ہمیں جتنا دکھ ہوگا اس کا تم تصور نہیں کر سکتے، کیوں؟

فَوَاللّٰهِ لَئِنْ فُجِعْنَا بِكَ لَا يَكُوْنُ لِلْإِسْلَامِ نِظَامٌ أَبَداً

خدا کی قسم اے ابو بکر اگر تمہاری شہادت ہو گئی تو اسلام کا نظام بچ ہی نہیں سکے گا۔

میرے لیڈر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں تجھے نہیں جانے دوں گا۔ تجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پیچھے ہٹا دیا تھا اور پیچھے بھیجا تھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ تمہاری ابھی باری نہیں آئی تم پیچھے چلو کل امت کی کشتی کو کنارے تم نے لگانا ہے۔ اے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مجھے وہ جملہ آج بھی یاد ہے جو محبوب علیہ السلام نے کہا۔ لہٰذا قصہ کی لڑائی جا کے علی رضی اللہ عنہ کرے گا۔ علی رضی اللہ عنہ کا لیڈر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مدینے میں رہے گا۔

یہ انداز ہے محبت کا اور اتنی برتری ذہن پر ہے اور کہنے لگے

لَا يَكُوْنُ لِلْإِسْلَامِ نِظَامٌ أَبَداً .

البدایہ والنہایہ: ۲۰۷/۶

کہ سارا اسلامی نظام تمہاری شخصیت میں بند ہے اور اس وقت تم اس کی پوری طرح وضاحت بھی کر سکتے ہو۔ ہم تمہیں بچا کے رکھیں گے، تم یہیں رہو، ہماری درخواست کو قبول کر لو۔ یہ انداز واضح کر رہا ہے کہ ان کے دل میں کتنا پیار تھا اور وہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے اپنے آپ کو ایک کارکن سمجھتے تھے اور سواری کو اس لئے روکا ہوا ہے کہ یہ کام ہم کرنے کے لئے کافی ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ مسندِ خلافت پر تشریف رکھیں۔

حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے محبت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تعریف جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کی وہ بھی بڑا ایک منفرد انداز ہے اور بالخصوص جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا آپ کا جنازہ جس وقت تیار تھا اور اوپر کپڑا رکھا ہوا تھا بڑے بڑے کبار صحابہ خراج تحسین پیش کر رہے تھے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے ایک پیچھے سے آواز آئی، پتہ نہیں کون بول رہا ہے میں نے پلٹ کر دیکھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ آنسو بہا رہے تھے اور کہہ رہے تھے، لوگو! یاد رکھو:

میرے دل میں جو جستجو ہے کہ میں جس بندے کی طرح کا عمل لے کے اللہ کے دربار میں حاضر ہو جاؤں، جس بندے کی نیکیوں کو میں اپنے لئے ماڈل نیکی سمجھتا ہوں، جس کی زندگی بھر کی نیکیوں کو میں اللہ کے دربار میں جانے کیلئے بہت بڑا خزانہ سمجھتا ہوں، وہ یہ ہے جو چارپائی پر لیٹا ہوا ہے۔

یہ عمر رضی اللہ عنہ ان کا زندگی بھر کا جو کردار ہے اگر مجھ سے کوئی پوچھے اے علی رضی اللہ عنہ تم زندگی میں کتنی نیکیاں اللہ کے پاس لے کر جانا چاہتے ہو۔ تو میں کہوں گا جتنی یہ چارپائی والا لے کے جا رہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پوری زندگی ان کے کارنامے ان کے کردار اور ان کی نیکیوں کا جو طریقہ تھا اس کا کتنا رنگ، حضرت علی

رضی اللہ عنہ کے ذہن کے اوپر چھایا ہوا تھا، فرماتے ہیں:

میں یہ پسند کرتا ہوں کہ کاش میرا رب مجھے اس بندے جتنی نیکیاں دے دے اور جب میں دنیا سے جا رہا ہوں جتنی نیکیوں کا جلوس اس کے ساتھ جا رہا ہے۔ اللہ اتنی نیکیاں مجھے بھی عطا فرما دے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وہ جملے طبقات ابن سعد میں موجود ہیں۔ ایک شخص نے آپ سے یہ کہا:

قَالَ رَجُلٌ لِعَلِيِّ بْنِ اَبِی طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ نَسْمَعُكَ تَقُوْلُ فِی الْخُطْبَةِ

اے علی! جو بھی تمہارا خطبہ ہوتا ہے۔ آپ کے ہر خطبے میں ہم ایک بات سنتے ہیں۔

نَسْمَعُكَ تَقُوْلُ فِی الْخُطْبَةِ

ہم سنتے ہیں تم خطبے میں یہ کہتے رہتے ہو۔

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْنَا بِمَا اَصْلَحْتَ بِهِ الْخُلَفَاءَ الرَّاشِدِيْنَ

اے اللہ ہماری بھی ویسی اصلاح فرما جیسی تو نے خلفاء راشدین کی فرمائی ہے۔

اس شخص نے کہا کہ تم خطبے میں یہ پڑھتے ہو اور دعا کے وقت یہ مانگتے ہو تو وہ کون ہیں خلفاء راشدین۔ اب جو ہمارا موضوع ہے وہ میں نے اس جملہ سے اخذ کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلفاء راشدین سے عقیدت کیا تھی اگرچہ خود بھی خلیفہ راشد ہیں مگر وہ مطلقا جس وقت بیان کرتے ہیں تو اجمالی خود بولتے اور بیان کرتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْنَا بِمَا اَصْلَحْتَ بِهِ الْخُلَفَاءَ الرَّاشِدِيْنَ

اے اللہ میری بھی ویسی ہی اصلاح کر دے جیسی تو نے خلفاء راشدین کی کی ہے۔

اب اس بندے نے پوچھ لیا کہ وہ خلفاء راشدین کون ہیں۔ لگتا ہے وہ اپنی محبت کا اظہار کرنا چاہتا تھا اسے یہ پتہ نہیں تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دل کی کیاریوں کا گلشن کس کی محبت کا ہے۔

وہ اپنے نمبر بنانے کے لئے کہہ رہا تھا کہ تم اوروں کا ذکر کرتے رہتے ہو اوروں کو خلفاء راشدین کہتے رہتے ہو اور بالخصوص یہ بات اس لئے بھی قابل غور تھی کہ اللہ تعالیٰ سے مانگتے وقت بندہ کھلا مانگتا ہے یہ نہیں کہتا اتنا دے، اتنا دے۔ بلکہ بندہ بے حساب مانگتا ہے تو یہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی دعا کی باؤنڈری بنا رہے تھے، اتنا دے جتنا خلفاء راشدین کو دیا۔ لوگوں نے کہا! کھلا مانگا کرو خلفاء راشدین کی حد سامنے رکھ دیتے ہو کہ اتنا دے اور اتنی اصلاح کر جتنی تو نے خلفاء راشدین کی کی ہے، وہ خلفا راشدین کون ہیں:

اِغْرَوْرَقَتْ عَيْنَاهُ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

ایک تو اس بندے کے سوال پر، کہ اس نکمے کو ابھی تک یہ پتہ نہیں کہ میرے لیڈر کون ہیں، یہ پوچھتا ہے خلفاء راشدین کون ہیں۔

اِغْرَوْرَقَتْ عَيْنَاهُ

دوسرا آنکھوں نے آنسو بہانے کا سبب یہ تھا کہ تمہیں پتہ نہیں میں تھوڑا نہیں مانگتا جب یہ کہتا ہوں کہ اے اللہ! مجھے خلفاء راشدین جتنا دے دے تو جتنا بندوں کو مل سکتا ہے، سارا مانگتا ہوں چونکہ ان کو کوئی تھوڑا تو نہیں ملا، آپ کی آنکھوں میں آنسو

آ گئے ۔اور آپ بتاتے ہیں کہ خلفاء راشدین کون ہیں۔

کتنا خوبصورت انداز ہے، فرمانے لگے:

هُمَا حَبِيْبَايَ اَبُوْبَكْرٍ وَّ عُمَرُ

وہ دونوں میرے محبوب ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما

ہر خطبے میں ذکر ان کا کرتا ہوں ۔آج کوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت کا دعویٰ کرے اور ان شخصیات سے جلے تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشن پہ نہیں ہے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ تو ہر خطبے کو نا تمام سمجھتے تھے، جب تک ان دو لیڈروں کا ذکر نہیں کرتے تھے۔

هُمَا حَبِيْبَايَ اَبُوْبَكْرٍ وَّ عُمَرُ

وہ دونوں میرے محبوب ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما

اِمَامَا الْهُدٰى وَشَيْخَا الْاِسْلَامِ

دونوں ہدایت کے امام اور دونوں شیخ الاسلام۔

لفظ کتنے پیارے ہیں۔آج شیخ الاسلام کا لفظ ہم اپنے بزرگوں پر بولتے ہیں۔ان کا ہمارے نزدیک بڑا ادب ہے، جن کو ہم شیخ الاسلام کہتے ہیں۔

حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ الاسلام کہتے ہیں۔جن کو خواجہ صاحب شیخ الاسلام کہتے ہیں وہ ان سے بڑا ادب رکھتے ہیں اور جن کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام سمجھتے ہیں ان کا بہت بڑا ادب ہے اور پھر جس کو داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام سمجھتے ہیں ان کا بہت بڑا ادب، اور جن کو شیر خدا،

مشکل کشا اور مدینۃ العلم کے باب حضرت علی رضی اللہ عنہ شیخ الاسلام کہتے ہوں وہ اسلام کے کتنے بڑے پیر ہوں گے۔ اور دونوں ہمارے شیخ الاسلام ہیں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما۔ مجھ سے پوچھنے والو یہ یاد رکھنا میں ان کا نام لیتا ہوں جو امام الھدیٰ ہیں اور جو شیخ الاسلام ہیں اور ان کی شان کیا ہے، فرمایا:

مَنِ اقْتَدیٰ بِهِمَا عَصَمَ

جو بھی ان کے پیچھے چلا، وہ بچ گیا۔

وہ جہنم سے محفوظ ہوگیا جو ان کا پلہ پکڑ کے ان کے دامن کے ساتھ وابستہ ہوگیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، وہ بچ گیا۔

مَنْ اتَّبِعَ آثَارَهُمَا هُدِیَ الصِّراطَ الْمُسْتَقِيْمَ

جو ان کے نقش قدم پہ چلا وہ صراطِ مستقیم پہ چلا۔

پھر فرمانے لگے:

مَنْ تَمَسَّكَ بِهِمَا فَهُوَ مِنْ حِزْبِ اللّٰهِ

جن لوگوں نے ان کو اپنا لیڈر بنالیا وہ سارے اللہ تعالیٰ کی پارٹی بن گئے۔

وہ حزب اللہ بن گئے۔ اللہ تعالیٰ کی حزب میں آ گئے اب یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں جو سند صحیح سے میں بیان کر رہا ہوں اور مستند ماخذ کے حوالے سے بیان کر رہا ہوں۔

یہ ملنگوں نے جو ایسا ڈھونگ رچا رکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف نازیبا باتیں منسوب کرتے ہیں اور ان کے موقف کے خلاف کسی اور کے انداز کے

مطابق وہ جو یہودی سازش ہے اس کے مطابق ان متقدمین کو پیچھے ہٹا کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی طرف سے آگے کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ خود اس موقف پر قائم ہیں کہ مجھے میرے رب نے جو مرتبہ دیا ہے وہ بہت بڑا ہے اور جو مجھے مانے وہ میرے اماموں کو پہلے مانے۔

اگر ہم گہرائی میں جائیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس انداز میں بہت ساری باتیں موجود ہیں، لیکن وقت مختصر ہے۔

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ مدینہ شریف مسجد نبوی میں بیٹھے تھے، تو کسی نے پوچھا کہ یہ بتاؤ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نبی ﷺ کے دربار میں کیا مقام تھا تو حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کی قبروں کی طرف اشارہ کر کے کہا:

بِمَنْزِلَتِهِمَا مِنْهُ السَّاعَةَ

سیر اعلام النبلاء: ۳۳۷/۵

فرمایا:

جواب ان کا سرکار ﷺ کے ساتھ مقام ہے یہی زندگی میں بھی ہوا کرتا تھا۔

یہ جو قبریں ساتھ ہیں، مزار ساتھ ہیں، ان کا مقام زندگی میں بھی اسی طرح تھا، یہ انداز حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا تھا۔ اب سوچئے اہل بیت میں ان اصحاب کے ساتھ کتنی محبت، کتنا عشق ہے اور کتنی عقیدت ہے یہاں سے وہ لوگ بھی سبق حاصل کریں جو ایک انقلاب کا شوشہ لے کے اٹھے تھے اور یہ کہا

کرتے تھے۔

نُرِيْدُ اَنْ نُحَرِّرَ القدس عِبْرَ كَرْبَلا

ہم کربلا کے راستے قدس کو آزاد کرانا چاہتے ہیں۔

اس بھگوڑے نے اپنی تقریروں میں یہ کہہ دیا تھا کہ اگر ہماری حکومت حجاز پر آ گئی تو میں نبی ﷺ کے ساتھ جو دونوں یار سوئے ہیں ان کو باہر نکالوں گا۔ ان کی قبروں کو جدا کروں گا، وہ اپنے گمراہوں کی زبان سے جو امام کہلواتا ہے اس کی سوچ کتنی بری تھی۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ تو کہہ رہے تھے کہ یہ جو قبریں ساتھ ہیں یہ کسی بندے کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے فضل کی وجہ سے ہیں، اور یہ عظمت ظاہر کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان دو شخصیات کو سرکار ﷺ کا کیا کتنا قرب عطا فرمایا ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ محبت

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جو فضیلتیں ہیں، ان کی جو شانیں بیان کی گئی ہیں، ابھی آپ نے وہ روایت سنی جس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

رَحِمَ اللّٰهُ عُثْمَانَ

اللہ تعالیٰ میرے عثمان پر رحم کرے۔

تَسْتَحْيِيْهِ الْمَلَائِكَةُ

جن سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

البدایہ والنھایہ کے اندر ایک گفتگو میں جو ان کی ون ٹو ون ملاقات تھی اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ تجھے اللہ نے وہ قرب دیا ایک لحاظ سے تمہارا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنا قرب ہے جتنا پہلی دو شخصیات کا بھی نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے تمہارے عقد میں آئیں۔

یہ شرف کائنات میں کسی بندے کا نہیں، کہ جس کو ایک ہی پیغمبر کی دو صاحبزادیوں کے ساتھ یکے بعد دیگرے عقد نکاح کا شرف بخشا گیا ہو، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس شرف میں پوری کائنات سے جدا اور تنہا ہیں اور پھر وہ پیغمبر جو سارے پیغمبروں کے بھی پیغمبر ہیں ان کی دو صاحبزادیاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عقد میں آئی ہیں۔ اس کو بطور خاص حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا لیکن پورا تفصیل کے ساتھ جو عنوان ہے وہ مسند بزاز میں اور تاریخ دمشق میں ہے اور اس کے علاوہ متعدد طرق میں یہ بات موجود ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب بصرہ پہنچے تو بصرہ کے لوگوں نے ایک پریس کانفرنس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گھیر لیا اور بالخصوص ان میں ابن الکواء اور قیس بن عباد یہ دونوں بڑے تیز لوگ تھے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا اس وقت اختلاف کا دور چل رہا تھا۔

انہوں نے پوچھا کہ اے حضرت علی رضی اللہ عنہ تم جو امیر بنے ہوئے ہو کیا تمہارے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھا ہوا عہد ہے کہ تم نے امیر بننا تھا یا ویسے ہی تم امیر بنے ہو، تمہارے پاس کوئی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت ہے کہ جس کی وجہ سے تم امیر ہو تو پھر تمہیں پہلے ہونا چاہئے تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پہلے تم خلیفہ بلا

فصل ہوتے تو اس کی تفصیل کرو۔

اب اس پریس کانفرنس میں جو نوٹ انہوں نے دیا وہ تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں، وہ بہت بڑی اہم گفتگو تھی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے سامنے بھرے مجمع میں فرمادی، کہنے لگے:

جہاں تک اس بات کا معاملہ ہے کہ مجھے نبی اکرم ﷺ نے خلافت کے لئے لکھ کے دیا ہو تو کوئی ایسی چیز نہیں ہے اور اگر میں یہ کہوں کہ مجھے لکھ کے دیا ہے تو فرمانے لگے، کہ پھر میرا معاملہ یہ بن جائے گا کہ تصدیق کرنے میں پہلا نمبر بھی میرا تھا اور پھر جھوٹ بولنے میں بھی میرا پہلا نمبر آ جائے گا۔

اگر میں یہ کہوں کہ سرکار ﷺ نے مجھے خلافت کے بارے میں کچھ لکھ کے دیا ہے تو یہ وہ پہلا جھوٹ ہوگا جو میں سرکار ﷺ کے بارے میں بولوں گا چونکہ میں جھوٹ نہیں بولتا تو سن لو! مجھے نبی اکرم ﷺ نے خلافت کے بارے میں کچھ بھی لکھ کے نہیں دیا کہ جس کی بنیاد پہ میں دعویٰ کروں کہ میری پہلی خلافت ہے یا میری فلاں نمبر کی خلافت ہے۔ مجھے نبی اکرم ﷺ نے لکھ کے عطا نہیں فرمایا: اس کے ساتھ آپ یہ فرمانے لگے:

لَوْ کَانَ عِنْدِی مِنَ النَّبِیِّ ﷺ عَهْدٌ فِیْ ذَالِكَ

اگر نبی اکرم ﷺ کی طرف سے کوئی عہد میرے پاس ہوتا۔

مَاتَرَکْتُ اَخَابَنِی تَیْمِ بنِ مُرَّةٍ وَعُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ یَقُوْمَانِ عَلٰی مِنْبَرِہٖ

تو میں بنی تیم کے بھائی کو اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کو منبر پر کھڑا ہونے

کیسے دیتا۔

سرکار ﷺ نے اگر مجھے فرمایا ہوتا تو میں ان کو اپنی چادر سے مار کے نیچے اتار دیتا مگر میں نے نہیں اتارا اور میں نے ان کے ہاتھ پہ بیعت کی ہے اس واسطے کہ میں ڈرپوک نہیں ہوں میں شیرِ خدا ہوں اور جو سرکار ﷺ کا حکم تھا میں نے اس کا احترام کیا ہے۔

لہٰذا میرے پاس خلافت کے بارے میں کچھ بھی لکھا ہوا نہیں ہے اگر ہوتا تو پھر تم مجھے بزدل کہہ رہے ہو اگر کوئی عہد ہوتا اور پھر میں نے حق نہیں لیا میں نے ان تین کو چھوڑ دیا پھر تو تم مجھے بزدل سمجھتے ہو میں بزدل نہیں ہوں مجھے کوئی ایسا عہد سرکار ﷺ نے نہیں دیا۔ اگر دیا ہوتا تو پھر میں ان کو نبی ﷺ کے منبر پر کھڑا ہی نہ ہونے دیتا۔ میں خود خطبے دیتا، میں خود امیر ہوتا۔ اگر میں نے ایسا کام کیا ہے اور میں نے بیعت کی ہے تو جان لو یہی تعلیم نبوی کا حکم تھا جو میں نے پورا کر کے دکھایا ہے۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔

ہوش سے بات کرنی چاہئے پہلے غور کر لیا کرو پوچھ کیا رہے ہو۔ کہتے ہیں رسول اکرم ﷺ معاذ اللہ قتل نہیں ہوئے کہ اچانک شہید ہو گئے اور پیچھے کا نظام ہنگامی صورتحال میں نافذ ہو گیا ہو، ایسا نہیں ہوا۔ کہنے لگے:

لٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يُقْتَلْ قَتْلاً

آپ ﷺ شہید نہیں ہوئے۔ اپنی طبعی وفات کے مطابق دنیا سے تشریف لے گئے۔

وَلَمْ يَمُتْ فَجَاءَةً

اور اچانک بھی فوت نہیں ہوئے۔

کہ آپ کی طبیعت بالکل صحیح ہو اچانک دورہ پڑا تو آپ تشریف لے گئے ہو۔ فرمایا ایسا بھی نہیں ہوا۔ نہ شہید ہوئے اور نہ اچانک موت آئی بلکہ کئی دن تک رسول اکرم ﷺ بیمار رہے اور اس بیماری میں بھی امت کے لئے رحمت تھی اگر اچانک چلے جاتے تو پھر کوئی شک پیدا کرتا، اگر شہید ہو جاتے تو پھر کوئی شک پیدا کرتا۔ محبوب ﷺ کئی دنوں تک بیمار رہے، اس میں ایک سبق تھا کہا:

مَكَثَ فِي مَرَضِهِ اَيَّامًا وَلَيَالِيَ يَاتِيْهِ الْمُؤَذِّنُ

آپ کئی دن تک بیماری کی حالت میں رہے، ہر نماز کے وقت مؤذن آتا تھا اور کہتا تھا یا رسول اللہ ﷺ اذان ہوگئی ہے۔

تو سرکار ﷺ فرماتے:

مُرُوْا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ

ابوبکر کو کہو، وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔

اگر اذان ہوگئی ہے تو امام بھی میں نے امت کو دے دیا ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہو کہ وہ جماعت کرائے۔ اب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فلسفہ بڑا تیز ہے۔ ایک جگہ تقریر میں یہ فرما دیا۔ کہنے لگے۔ میں کوئی بیمار نہیں تھا اور میں غیر حاضر بھی نہیں تھا اگر میں بیمار ہوتا تو کوئی کہتا چونکہ حضرت علی بیمار تھے، اگر صحت مند ہوتے تو مصلی ان کا تھا اور چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ غیر حاضر تھے اگر پاس

ہوتے تو مصلی ان کا تھا۔فرمایا ان دونوں باتوں کی گنجائش نہیں ہے۔ میں اس وقت پاس بھی تھا، صحت مند بھی تھا، مگر مجھے سرکار ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم جماعت کراؤ بلکہ مجھے یہ کہا ہے کہ تم ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہو کہ وہ جماعت کرائیں۔فرمانے لگے میں اپنے منہ سے ان کو جا کے پیغام دیتا رہا ہوں تو پھر میں ان کے خلاف کیسے بول سکتا ہوں کہ مجھے اور میرے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو سرکار ﷺ نے فرمایا تھا:

مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ

تم میرے خاندان کے اہم بندے ہو، جاؤ: تم جا کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ میرا پیغام دو تاکہ کل کوئی یہ نہ کہے کہ کسی عام بندے نے جا کر کہہ دیا تھا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جماعت کرادی تھی، تم دونوں جاؤ اور جا کے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہو کہ آج مصلی نبوت پر تم کھڑے ہو جاؤ اور جماعت کراؤ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔جس وقت نبی اکرم ﷺ نے اپنی ظاہری حیات میں کئی دن جماعت نہیں کرائی۔مؤذن آ کے کہتا تھا اب کیا کریں جماعت کا وقت ہو گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں پاس بیٹھا تھا مجھے تو نہیں کہا کہ اٹھو تم جماعت کراؤ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اگر گھر میں بھی ہوتے تھے تو فرماتے ان کو بلا کے لاؤ تاکہ وہ جماعت کرائیں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

فَیَاْمُرُ اَبَابَکْرٍ فَیُصَلِّ بِالنَّاسِ وَھُوَ یَرٰی مَکَانِیْ

پھر وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہتے کہ آپ لوگوں کو جماعت کرائیں۔آگے والے لفظ بڑے قابل غور ہیں کہ سرکار ﷺ کو تو معلوم ہے کہ میں کیا ہوں۔

هُوَ يَرَى مَكَانِيْ

حالانکہ آپ ﷺ میرے مرتبہ کو دیکھ رہے تھے

میرے نبی اکرم ﷺ تو مجھے جانتے ہیں کہ انہوں نے مجھے کیا بنایا ہے۔

سرکار ﷺ نے مجھے جانتے ہوئے بھی کہ میں نے علی کو کیا بنایا ہے پھر بھی آپ نے مجھے مقتدی سمجھا ہے، مجھے امت کا امام نہیں بنایا۔ میرے پاس ہوتے ہوئے بھی امت کی امامت کے لئے میرے محبوب ﷺ نے مجھے نہیں کہا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کہا ہے بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ کہنے لگے۔ میں تو اس بات کا بھی گواہ ہوں کہ جو لوگ کھینچ کھینچ کے باتیں بناتے ہیں کہ کسی نے صدیق اکبر کی خلافت گھڑ لی ہے۔ فرمایا: میں اسکا گواہ ہوں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پہلی خاتون ہیں کہ جب گھر میں میٹنگ ہورہی تھی تو انہوں نے مخالفت کی تھی، کہنے لگیں، اے محبوب ﷺ! میرے ابا جی بڑے نرم دل ہیں وہ تمہارے مصلے پہ تو کھڑے نہیں ہوسکیں گے۔ ان کو ہجر ستائے گا اور یہاں تک کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا جو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں ان سے بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہلوایا تھا تم نبی اکرم ﷺ کو کہو کہ کسی اور کو کہیں کہ وہ جماعت کرائے میرے ابا جی کو مصلے پر کھڑا نہ کریں وہ رقیق القلب ہیں۔ آنسو بہتے رہیں گے، وہ جماعت نہیں کرا سکیں گے تو میرے محبوب ﷺ نے کیا جواب دیا:

اِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ

تم حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس موجود عورتوں کی طرح ہو یعنی اپنی بات

بنوانے کی صد کر رویں ہو

مطلب یہ تھا فرمایا تمہیں یہ نہیں پتہ جو میں دیکھ رہا ہوں جب میری امت کا کوئی بھی بوجھ نہیں اٹھائے گا، اس وقت یہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اٹھائے گا۔ حکمتیں جانتے تھے۔

واضح کیا تمہارے جھگڑے وہ ہیں جو حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں عورتوں کے تھے۔ چپ ہو جاؤ جو میں نے حکم دیا اس پر عمل کرو، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میری جگہ میرے مصلے پہ کھڑے ہو کے جماعت کرائیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بھی گواہی دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تو خود چاہتی تھیں کہ کوئی اور جماعت کرائے مگر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کوئی اور نہیں بلکہ اگلے یہ لفظ ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ نہیں مانتا کہ کوئی اور جماعت کرائے۔ یہ میری اپنی مرضی نہیں، بلکہ میرے رب کی مرضی یہ ہے کہ جو پہلے دن سے ساتھ ہے اور جس کی سب سے زیادہ ہم نے تیاری کروائی ہے آج امت کے کارواں کا لیڈر وہ بنے گا۔ جس وقت یہ باتیں ساری ہو گئیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے:

لَمَّا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ

جب وہ تلخ لمحہ آ گیا کہ رسول اکرم ﷺ کا وصال ہو گیا۔

کہتے ہیں۔

نَظَرْنَا فِي أُمُوْرِنَا

ہم نے میٹنگ کی کہ کیا کرنا چاہیے؟

فَاخْتَرْنَا لِدُنْيَانَا مَنْ رَضِيَهُ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ لِدِيْنِنَا

سیر اعلام النبلاء: ۲-۶۲۹/۱-۶۳۰، تاریخ دمشق: ۴۴۱/۴۲

پس ہم نے اپنی دنیا کے لئے اس کا انتخاب کیا جس کا انتخاب رسول اکرم ﷺ نے ہمارے دین کے لئے کیا تھا۔

یہ جملہ بھی کروڑوں جملوں کے ہم پلہ ہے اس مجمع میں کہ جس میں کچھ لوگ یہ بھی نعرہ لگاتے تھے کہ اے علی رضی اللہ عنہ تم خلیفہ بلافصل ہو اور تمہارا پہلا نمبر ہے۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سنو، میں بتاتا ہوں کس کا پہلا نمبر ہے ہم نے بیٹھ کے میٹنگ کی کہ سرکار ﷺ کے بعد خلیفہ کون ہوگا ہم نے جب سوچا تو ہم نے فیصلہ کر دیا:

فَاخْتَرْنَا لِدُنْيَانَا

ہم نے اپنی دنیا کا لیڈر اسے بنایا جس کو سرکار ﷺ نے ہمارے دین کا لیڈر بنایا تھا۔ ہمیں سوچنے کی ضرورت ہی نہیں، کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ سرکار ﷺ بڑا کام تو خود کر گئے ہیں کہ مصلی جوان کو دے گئے ہیں۔

فَاخْتَرْنَا لِدُنْيَانَا

ہم نے اپنی دنیا کے لئے پسند کر لیا۔

مَنْ رَضِيَهُ نَبِيُّ اللّٰهِ لِدِيْنِنَا

جس بندے کو سرکار ﷺ نے پسند فرمایا تھا ہمارے دین کے لئے۔

دین کا لیڈر سرکار ﷺ جس کو بنا کے گئے تھے ہم نے کوئی اضافہ نہیں کیا بلکہ

ہم نے اسی پر قیاس کرتے ہوئے دنیا کا بھی لیڈر اسے بنادیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تقریر کتنی معنیٰ خیز ہے اور فرمانے لگے:

كَانَتِ الصَّلٰوةُ اَصْلَ الْاِسْلَامِ

جب نماز انہوں نے پڑھائی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کو نماز پڑھانا کوئی آسان کام ہے جن میں تقویٰ کے اتنے اتنے پہاڑ ہوں اور جن میں تصوف اور دین کی مہارت کے ہمالہ ہوں ان کے آگے کھڑا ہونا کوئی آسان بات ہے، فرمانے لگے۔ وہ نماز صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کئی دن پڑھاتے رہے جو نماز اصل الاسلام ہے۔ اسلام کی جڑ کی قیادت انہوں نے کی اور پھر

وَهِيَ اَعْظَمُ الْاَمْرِ

سب سے بڑا کام اسلام کا نماز ہے۔

وَقِوَامُ الدِّيْنِ

اور دین تو تم ہی نماز پر ہے۔

تو جس نقطہ پہ دین قائم ہے اس نقطہ کے نیچے ان کا سر ہے اور اس کے اوپر دین کا ستون ہے، لہٰذا ہمارے پاس ہوتے ہوئے جس بندے کو نماز میں ہمارا لیڈر بنایا گیا ہے، دنیا والو! ان کا پہلا نمبر ہے۔ دین میں بھی پہلا نمبر ہے، دنیا میں بھی پہلا نمبر ہے۔

یہاں آج لوگوں میں غلط فہمی پیدا کی جارہی ہے۔ کچھ تو ویسے ہی پہلے لوگ تشیع کی وجہ سے بگڑے ہوئے ہیں لیکن کچھ لوگ ہمارے اندر سے خراب ہو رہے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ دو خلافتیں ہیں ایک ہے ولایت کی خلافت اور ایک ہے سیاست

کی خلافت۔

تو سیاست کے لحاظ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ بلافصل ہیں اور ولایت کے لحاظ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بلافصل ہیں۔ یہ ایک نئی بدعت گھڑی جارہی ہے اور اس کو پوری طرح رد کرنا ضروری ہے۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تو مصلی کو اصل بنا رہے ہیں تو کیا مصلی کے لئے سیاست کی ضرورت ہوتی ہے یا تقویٰ کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو پتہ چلا جو مصلے کا امام ہے وہ ولایت کا بھی امام ہے، سیاست کا بھی امام ہے۔

اس واسطے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ بلافصل حکومت کے لحاظ سے ہی نہیں تھے، رب ذوالجلال کی عطا سے اور نبی اکرم ﷺ کی تعیین سے وہ شریعت وطریقت، طہارت وتقویٰ کے لحاظ سے بھی پہلے نمبر پر تھے۔ حکومت چلانے کے لحاظ سے بھی پہلے نمبر پر تھے۔ اب یہاں جس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پریس کانفرنس میں یہ بیان کیا، فرمانے لگے:

فَبَايَعْنَا اَبَابَكْرٍ

ہم سب نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔

کیوں ان کی بیعت کی، فرمانے لگے:

وَكَانَ لِذَالِكَ اَهْلاً

اہل سمجھ کے ہم نے ان کی بیعت کی۔

وَلَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ مِنَّا اِثْنَانِ

لاکھ سے زائد صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے دو بھی ایسے نہیں تھے کہ جنہوں نے اس فیصلہ کا بائیکاٹ کیا ہو بلکہ سب نے اس پر اتفاق کیا اور سب نے مل کر بیعت کی اور مل کے ہم سب نے فیصلہ کیا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہمارے پہلے نمبر پر قائد ہیں۔

وَلَمْ يَشْهَدْ بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ وَلَمْ نَقْطَعْ مِنْهُ الْبَرَاءَةَ

کبھی بھی ہم نے ان سے براءۃ نہیں کی کہ کبھی ہم نے ان پر عدم اعتماد کیا ہو کہ پہلے تو ان کو امام بنایا ہو پھر عدم اعتماد کیا۔ فرمایا۔ عدم اعتماد بھی نہیں کیا۔

فَاَدَّيْتُ اِلٰى اَبِي بَكْرٍ حَقَّهٗ

میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ان کا حق دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جو حق کارکن اپنے لیڈر کو دیتا ہے میں نے وہ حق ان کو دیا میں نے ان کو لیڈر مانا ہے اور میں نے ان کو لیڈر روالا حق دیا ہے۔

فَعَرَفْتُ لَهٗ طَاعَتَهٗ

میں ان کی انگلی کے اشارے پر چلتا تھا میں نے ان کی اطاعت کی ہے۔

وَغَزَوْتُ مَعَهٗ فِي جُنُوْدِهٖ

میں ان کی فوجوں کا سپاہی بن کے جہاد پر جاتا رہا ہوں میں نے کارکن کی طرح ان کی اطاعت کی ہے۔

وَكُنْتُ اٰخُذُ اِذَا اَعْطَانِي

اگر وہ کچھ مجھے دیتے تھے تو میں وہ لے لیتا تھا۔

وَاَغْزُوْاِذَا اَغْزَانِی .

اور وہ مجھے لڑاتے تھے تو میں لڑ جاتا تھا

یعنی ان کے اشارے کا میں پابند تھا اس طرح میں ان کے ساتھ رہا ہوں۔

وَاَضْرِبُ بَیْنَ یَدَیْہِ الْحُدُوْدَ بِسَوْطِی

اگر انہوں نے مجھے کہا کہ اے علی رضی اللہ عنہ فلاں فلاں بندہ مجرم ہے اٹھو ان کو کوڑے مارو تو میں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کہنے پر جلادوں والے کام بھی کئے ہیں میں اُن کے کہنے پر کوڑے مارتا رہا، سزائیں نافذ کرتا رہا ہوں مطلب یہ تھا کہ میں نے اپنا کوئی تکبر نہیں بنا کر رکھا کہ میں بہت کچھ ہوں اگرچہ بیعت تو کر لی ہے مگر میں ان سے پیچھے نہیں رہوں گا۔ کہتے ہیں ہر کام جو ایک عام صحابی نے امیر المومنین کی اطاعت میں کیا ہے وہی کام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کہنے پر علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے بھی کیا ہے۔

فَلَمَّا قُبِضَ

جب ان کا وصال ہو گیا

وَلّٰی عُمَرَ

انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ خلیفہ بنا دیا۔

تو ہم نے ان کا بھی وہ ادب کیا جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تھا اور ان کا وہی وطیرہ تھا وہی لفظ سارے استعمال کئے کہ ان کے کہنے پر میں جہاد میں جاتا رہا ہوں،

میں نے مجرموں کو کوڑے مارے، میں نے ان کی ہر وقت اطاعت کی ہے۔

ان کے بارے میں وہی لفظ جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے بولے تھے استعمال کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایسا ہی لیڈر مانا، اوران کی اطاعت میں دو بندے بھی ایسے نہیں تھے کہ جنہوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں شک کیا ہو۔ ہم نے مل کر انہیں اپنا لیڈر منتخب کیا تھا۔

فَلَمَّا قُبِضَ

جب ان کا وصال ہو گیا۔

تو انہوں نے چھ حضرات کو معین کیا تھا ان میں میرا نام بھی تھا یہاں بڑی لطیف بات حضرت علی رضی اللہ عنہ کرتے ہیں۔ کہتے ہیں اس وقت مجھے خیال آ رہا تھا کہ میرا سرکار ﷺ سے تعلق بڑا گہرا ہے، میری رشتہ داری ہے، میری بڑی خدمات ہیں اور دل میں خیال آیا کہ اب باری میری ہونی چاہئے۔ مگر میں نے سوچا اگر میں خود مانگ کے لوں گا یا خود بن جاؤں گا تو قیامت تک Dectatership اوراس طرح کی جو صورت حال ہو گی اس کا مجھے جواب دینا پڑے گا، جتنی حکومتیں بنیں گی اگر مجھ سے افضل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو نہیں دی، اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو نہیں دی۔

میں نے اس خیال کو مسترد کر دیا یہاں تک کہ وہ جب چھ لوگوں کی خصوصی میٹنگ جاری تھی تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک ہاتھ میں میرا

ہاتھ اور ایک ہاتھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بھی حلف لیا، کہا اگر تجھ پر میں نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا تو تم پر اطاعت لازم ہے، اس بات کو مانتے ہو۔

تو میں نے کہا، میں مانتا ہوں۔

اور انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے حلف لیا کہ اگر میں نے تم پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دیا تو کیا اطاعت کرو گے؟ تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا۔

ہاں میں اطاعت کروں گا۔ اس کے بعد کیا ہوا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب یہ باتیں مکمل ہوگئیں۔

ثُمَّ اَخَذَ بِیَدِ ابْنِ عَفَّانَ فَضَرَبَ بِیَدِہٖ عَلٰی یَدِہٖ

حضرت عثمان کا ہاتھ پکڑ کر اپنا ہاتھ انکے ہاتھ میں دیا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں حلف اٹھا چکا تھا اور میں اس کی پابندی کرنے والا تھا۔ فرمایا:

فبایعنا عثمان

ہم نے حضرت عثمانؓ کی بیعت کی اور دو کا بھی ہمیں اختلاف نہیں تھا

ہم نے ویسے ہی مانا ہے جیسے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو مانا اور ہم نے پوری طرح اطاعت کی، وفاداری کی۔ دو بندے بھی ہم میں سے ایسے نہیں تھے کہ جن کا

اختلاف ہو۔ ہم نے بالاتفاق ان کو امیر مان لیا اور ان کے سامنے بھی میں کارکن بن کے کام کرتا رہا۔ میں نے ان کے کہنے پر حدود بھی نافذ کی ہیں، کوڑے مارے ہیں اور ان کے جھنڈے کے نیچے میں نے جہاد کیا ہے اور اس انداز میں جب تک وہ مسند خلافت پہ موجود رہے ہیں، میں بحیثیت ورکر ان کی حکومت کا ایک حصہ بن کر کام کرتا رہا ہوں۔

یہ تینوں حضرات کی خلافت کے لئے جو سیاسی صورتحال تھی، وہ بھی خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کردی اور اس میں بھی کسی کو اب پنچر لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک حضرت علی رضی اللہ عنہ تینوں حضرات کی خلافت کو بے غبار مانتے تھے۔ خلافت کو خلافت سمجھ کے اس میں کام کرنا عبادت سمجھتے تھے اور اس انداز میں انہوں نے کام کیا ہے اور کرتے رہے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد جو حق تھا اور اب جو سوال تھا اس کا جواب دے رہے ہیں کہ میرے پاس لکھا ہوا کچھ نہیں تھا لیکن اب میں خلیفہ اس لئے ہوں کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد اب کوئی ایسا نہیں ہے کہ یہ امانت جس کے ذمے کردی جائے۔ اگر میں کروں تو میں سمجھتا ہوں کہ میں خیانت کروں گا۔ لہٰذا میں نے اپنی خلافت کا اعلان کردیا ہے۔

یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا انداز فکر ہے اور پوری گفتگو میں اپنی بات کو پوری طرح واضح کیا کہ ہمارا نظریہ کیا ہونا چاہئے، عقیدہ کیا ہونا چاہئے۔ یہ ترتیب ہے اور

یہ ہی ایک عافیت کی دلیل ہے اسی پر ہمارے اسلاف قائم ہیں۔ساری امت کا یہی مذہب رہا ہے۔اب اس میں مزید کسی انداز کو اپنانا بالکل درست نہیں ہے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ ہمیشہ گواہی دیا کرتے تھے،فرمایا کرتے تھے:

لَا يَجْتَمِعُ حُبِّيْ وَبُغْضُ اَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ فِيْ قَلْبِ مُؤْمِنٍ

الصواعق الحرمۃ: ص: ٦١

کسی مومن کے دل میں میری محبت اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی عداوت، جمع نہیں ہو سکتے۔

فرمایا کسی مومن کا سینہ ایسا نہیں ہوسکتا کہ جس سینے میں میری تو محبت ہو اور میرے یاروں کی دشمنی ہو۔فرمایا جس سینے میں میری محبت ہوگی وہاں میرے ان دو قائدین،ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی بھی محبت ہوگی۔

اللہ کا فضل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسے سینے عطا فرمائے ہیں کہ جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بھی محبت ہے اور جن کو حضرت علی رضی اللہ عنہ قائد مانتے ہیں،ان کی بھی محبت ہے ۔اللہ تعالیٰ اس فکر کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ